بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

"قادیانیت" مسلمانوں کے لئے ایک ایسا شجرۂ خبیثہ ہے جسکی جڑیں کبھی بھی عقل و دانش کی زمین میں جگہ نہیں پکڑ سکیں لیکن دجل، تلبیس، ملمع سازی اور فریب کے بل بوتے پہ اسکی شاخیں کبھی کبھی پھیلنے لگتی ہیں اور خطرہ لاحق ہو جاتا ہے کہ دینِ قیّم کے صراطِ مستقیم پر چلنے والوں کیلئے یہ خاردار جھاڑیاں اور کانٹے راہِ حق سے بھٹکنے کا ذریعہ بن جائیں ۔ چند دنوں سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ محمد مصطفیٰ علیہ السلام (بآبائنا ھو وارواحنا) سے بغاوت اور ملّتِ محمدیہ کو اپنے مرکز سے ہٹانے کی یہ تحریک ایک بار پھر پر پرزے نکال رہی ہے، اسکی سرگرمیاں ملک و بیرونِ ملک میں تیز تر ہو گئی ہیں ۔ اس انگریزی نبوتِ کاذبہ کا پرچار پمفلٹوں، کتابچوں، اور رسائل کے ذریعہ کیا جا رہا ہے۔ تعلیم یافتہ طبقہ، دینی ادارے، اہم شخصیات اور تعلیمی مراکز اس لٹریچر کا خاص نشانہ ہیں۔ خود ہمارے ہاں پچھلے دو ایک ہفتوں میں اس قسم کے چالیس پچاس رسائل اور پمفلٹ موصول ہوئے جو اوّل سے آخر تک اس جھوٹی نبوت کی تبلیغ اور بالفاظِ دیگر کفر و ارتداد کی دعوت اور مرزا کادیانی کے دعاویٔ باطلہ سے لبریز ہیں ـــــ یہی حال عصری کالجوں اور یونیورسٹیوں کا ہے۔ پشاور یونیورسٹی کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ کفر و ارتداد کا یہ مسلم آزار لٹریچر نہ صرف لائبریریوں بلکہ کلاسوں اور مختلف ہاسٹلوں تک پہنچ کر خالی الذہن اور سادہ لوح طالب العلموں کے ذہنی انتشار، فکری بے چینی اور دین و عقیدے کے تذبذب کا باعث بن رہا ہے۔ اس ملک کے باشندے جو عمل و کردار کی ساری خامیوں کے باوجود ذاتِ رسالتمآب خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے والہانہ عشق رکھتے ہیں، اور جن کا ایمان ہے، کہ دامنِ مصطفیٰ کا چھوٹ جانا ضیاعِ دین و ایمان اور سراسر ہلاکت و خسران ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اُس دانائے سُبل، ختمِ رسل کے سایۂ رحمت کے سوا کوئی دوسرا ایسا سہارا نہیں مل سکتا۔ جو انہیں ابدی مسرّتوں اور کامیابیوں سے ہمکنار کرنے کی ضمانت دے ۔ اگر اُس رحمۃ عالمین کی ذات کو بیچ سے ہٹا دیا جائے، تو یہ دنیا تو سراسر شیطنت ـــــ سرتاپا ظلم ـــــ اور سراپا اندھیری رہ جائے گی ـــــ خدا سے بھٹکی ہوئی انسانیت جو اس وقت جہنم کے دہانے پہ کھڑی ہے، یہ انسان نما درندے، یہ تہذیب نما حیوانیت ۔ ! یہ بظاہر خوش رنگ مگر درحقیقت سراسر تعذیب تہذیبِ مغرب ۔ ! یہ ظلمتکدۂ عالم ۔ ؟ ـــــ اللہ اکبر

خاکم بدہن اگر خدائے لایزال کی وہ آخری روشنی جو محمد عربی علیہ السلام کی شکل میں جگمگا رہی ہے ۔ وہ

ہدایت کا سراج منیر، تعلیمات ربانی کا نیّر تاباں اور انسانی فلاح و نجات کا منادٰ اگر دنیا اس نور مبین کی کرنوں سے محروم ہو جائے تو پھر اس دنیا کی ظلمت و بدبختی اور چنگیزیت کا کیا عالم ہوگا ؟ پھر کونسا ذی شعور اور حساس مسلمان ہوگا جو اپنے آپ کو محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے دامن عاطفت سے نکال کر کسی مسیح دجال کسی ابوجہل اور ابولہب کے رحم و کرم پر چھوڑ دے کہ ع گر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

محمد ہمارا ایمان، محمد آبروئے ہر دو جہان، محمد ہماری شان اور آن ہے (صلوات اللہ علیہ) دین و دنیا کی سرخروئی اور شہنشاہی قیامت تک اسی کی چوکھٹ کی غلامی سے وابستہ ہے، اگر کسی کو اسکی غلامی سے عار ہے تو اس کے سر پر خاک ۔

محمد عربی کہ آبروئے ہر دو سرا است   کسے کہ خاک درش نیست خاک برسراد

مسلمان کا شیوہ ہے اور تاریخ اس پر شاہد، کہ جان جائے تو جائے مگر مدنی آقاؐ کی شان پر حرف نہ آئے، وہ محمد عربیؐ کی ناموس پر متاع ہر دو عالم قربان کرتا ہے، اور پھر بھی اس سودائے عشق کو سراسر نفع ہی سمجھتا ہے کہ ۔

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق میں   اک جان کا زیاں ہے سو ایسا زیاں نہیں

وہ اس آبروئے کائناتؐ کے چشم و ابرو پہ دنیا و مافیہا نثار کر دیتا ہے۔ اسکی کہی ہوئی بات اس کے اعمال و افعال اسکی تعلیم و کردار کی حفاظت اسکی زندگی کا مقصد اولین و آخریں ہے ۔ وہ تیروں کی بوچھاڑ سے بے نیاز ہو کر تلواروں کے وار جان و جگر پہ سہتا ہے کہ علم محمدی سرنگون نہ ہونے پائے، وہ جب تک اپنے آپ کو خواجہ یثربؐ کی عزت پر کٹ مرنے کو تیار نہیں پاتا اپنے ایمان کو ناقص سمجھتا ہے ۔ ان احساسات اور جذبات کے ہوتے ہوئے جن کا اندازہ بدترین دشمنوں کو بھی ہے، کوئی مسلمان اپنے نبیؐ کی اس حریف و رقیب جھوٹی نبوت پر کب خاموش رہ سکتا ہے جسے انگریز نے محض سیاسی اغراض کیلئے مسلمانوں کے سر پر مسلط کر دیا تھا ۔

پھر یہ کیا اندھیر ہے کہ نبوت محمدی علیٰ صاحبہا السلام کے متوازی ایک باغی نبوت کو اپنی سرگرمیوں کے لئے کھلے بندوں آزادی دے دی جائے اور وہ مسلمانوں کے ایمان و اسلام پر ڈاکے ڈالتی پھرے، وہ مسلمانوں میں رہتے ہوئے ان کی غیرت و حمیت کو للکارتی رہے، اور سادہ لوح غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دے کہ رحمۃ عالمینؐ کے سایۂ رحمت سے نکل کر ایک خود ساختہ متنبی کذاب کا طوق غلامی پہن لو اور پھر یہ کہ وہ غیر مسلم اقوام کے سامنے اپنے مسلم آزار لٹریچر کے ذریعہ رسول اللہؐ اور دیگر انبیاء کرام کو کرشنا،

گوتم بدھ، کنفیوشش اور زرتشت کے برابر ایک روحانی رہنما بناکر پیش کرتے، اور اس طرح وہ علی رؤس الاشہاد (نارشش بدہن) تاجدارِ رسالتؐ کی عظمت و برتری کو مجروح کرنا چاہے۔

پھر اس "عیارانہ نبوت" کے علمبرداروں کی ڈھٹائی کا یہ عالم ہے کہ بھرے جلسوں میں وہ مسلمانوں کے محبوب رہنماؤں اور ناموسِ محمدی کے جان نثار سپاہیوں پر آوازے کستے ہیں اور اپنی مذبوحی حرکات میں مسلمانوں کی غیرت کو للکار کر کہتے ہیں کہ:

"کہاں گئے تمہارے عطاء اللہ شاہ بخاری، ثناء اللہ امرتسری، ابوالحسنات اور مجلس احرار جو ہماری مخالفت کیا کرتے تھے۔ وہ سب ختم ہوگئے اور ہم باقی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سچے ہیں":

مگر ان بے مایگانِ عقل و خرد کو کون سمجھائے کہ کسی عقیدہ کی حقانیت اور سچائی کا معیار کسی کی ہمیشگی اور خلود نہیں سچائی کسی راست باز انسان کے مرجانے سے ختم نہیں ہوجاتی ــــ پھر تو دنیا میں کسی سچائی کا وجود باقی نہ رہے گا ــــ مرنا تو سب ہی کو ہے کیا انبیاءؑ، کیا اولیاءؒ کیا صدیقینؓ اور کیا شہداءؓ ــــ اور کیا فرعون و ھامان اور کیا ابوجہل و ابولہب اور کیا امتِ محمدی کے دجالین و کذابین۔ یہ الگ بات ہے کہ کسی کی موت پر ملاءِ اعلیٰ میں بہار آجاتی ہے، انوار و برکات کے دریا موجزن ہوجاتے ہیں، ملائکہ اور حوروں کے جھرمٹ میں اسکی بارات آسمانوں تک پہنچتی ہے اور کسی کے مقدر میں اس وقتِ موعود کے لئے کوئی غلیظ بیت الخلاء ہوتی ہے کہ فرشتے بھی اسکی بدبودار روح کو نکالتے ہوئے الامان والحفیظ کی صدائیں لگائیں۔ ــــ اشخاص فانی ہیں، مگر سچائی زندۂ جاوید ــــ کیا مسلمانوں کے دل سے عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت ختم ہوچکی ہے۔؟ کیا جمہور اہل اسلام مرزا آنجہانی کو پیغمبر تو کیا مسلمان تک ماننے لگے ہیں؟ یا مرزائیت سے نفرت کا جذبہ مسلمانوں کے دلوں سے نکل چکا ہے۔؟ ہرگز نہیں۔ گو آج انور شاہ کشمیریؒ، عطاء اللہ شاہ بخاری، اور ثناء اللہ امرتسری ہم میں نہیں مگر مسلمانوں کے منبر و محراب، ہر مدرسہ و خانقاہ، ہر مجلس و محفل سے ان اکابر کی روح بول رہی ہے، اور ہر مسلمان کے دل میں وہ آگ سلگ رہی ہے

---

[1] ملاحظہ ہو لندن سے شائع ہونے والا تحریک احمدیت کا آرگن "مسلم ہیرلڈ" بابت نومبر ۱۹۶۲ء بحوالۂ البعث الاسلامی۔ ساتھ یہ بھی لکھا گیا ہے۔ کہ اسلام تمام ادیان کے اتحاد اور وحدت اور باہمی مصالحت کی تاکید کرتا ہے۔ اس پرچہ میں سر ظفر اللہ خاں کی ایک تقریر بھی انہی امور پر مشتمل درج ہے، جو انہوں نے عبادت گاہ تغاغم کا افتتاح کرتے ہوئے کی۔

[2] معاصر "خدام الدین" راوی ہے کہ مندرجہ بالا الفاظ قادیانیوں کے رسوائے عالم لیڈر سر ظفر اللہ خان نے قادیانیوں کے حالیہ سالانہ جلسہ منعقدہ ربوہ میں کہے۔